87915 ـ حاجت و ضرورت اور مصيبت سے چھٹكارا كے ليے سورۃ يس كى تلاوت كرنا

سوال

برائے مہربانى ہميں ايسے طريقہ كے متعلق معلومات فراہم كريں جو ہم ميں وراثتا چل رہا ہے اور ہم نے يہ بہت سارے مشائخ اور علماء سے سوريا ميں سيكھا ہے، ميں يقينى طور پر اس كے صحيح ہونے كا علم نہيں ركھتا، حاجات و ضروريات پورى كرانے اور ہمارے معاشرے ميں بہت سارى خواہشات و رغبات پورى كرانے كے اس طريقہ كا التزام كيا جاتا ہے اس كے اسلوب ميں ايك يہ بھى ہے كہ:

اكتاليس مرتبہ سورۃ يس يا تو انفرادى يا پھر اجتماعى طور پر تقسيم كر كے تلاوت كى جاتى ہے، يا پھر بعض آيات تكرار كے ساتھ معين تعداد ميں پڑھى جاتى ہے اور بعد ميں ايك معين دعا بھى كى جاتى ہے، يا پھر نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم پر معين درود (دس ہزار بار) انفرادا يا اجتماعى آپس ميں تقسيم كر كے پڑھتے ہيں كہ ہر ايك كچھ حصہ پڑھتا ہے.

اكثر لوگوں سے ميں نے كہا كہ يہ صحيح نہيں يا پھر يہ نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم سے ثابت شدہ سنت نہيں ہے تو وہ بہت شدت كے ساتھ اس كا دفاع كرتے ہوئے كہتے ہيں كہ اس كے بہت فوائد ہيں اور يہ تجربہ شدہ ہے.

پسنديدہ جواب

الحمد للہ.

آپ نے بيان كيا ہے كہ معين تعداد ميں سورۃ يس وغيرہ كى تلاوت يا پھر نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم پر معين تعداد ميں انفرادى يا اجتماعى درود پڑھنا تا كہ مشكلات حل ہوں اور ضروريات پورى كى جا سكيں شريعت ميں اس كى كوئى دليل نہيں ملتى، اور يہ بدعات ميں شامل ہوتى ہے.

نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كا فرمان ہے:

" جس كسى نے بھى ہمارے اس دين ميں كوئى نيا كام نكالا جو اس ميں سے نہيں تو وہ مردود ہے "

صحيح بخارى حديث نمبر (2697) صحيح مسلم حديث نمبر (1718).

اہل علم كے ہاں يہ بات طے شدہ ہے كہ عبادت اصلا اور وصفا اور جگہ و وقت ميں مشروع ہونى چاہيے، اور جس عدد و كيفيت اور ہيئت كى شرعى دليل ثابت نہ ہو اس كا التزام كرنا بدعت شمار ہو گا.

شاطبى رحمہ اللہ كہتے ہيں:

تو پھر بدعت كى تعريف يہ ہوئى كہ دين جو نيا طريقہ اختراع كر ليا جائے اور شريعت كا مقابلہ كرے، اس پر چلنے سے اللہ كى عبادت ميں مبالغہ كرنا مقصود ہو، كہ عبادت زيادہ كى جائے تو يہ بدعت كہلاتا ہے...

اور اس ميں يہ بھى شامل ہے:

كيفيت و ہئيت كى تعيين كر نے كا التزام كرنا، مثلا ايك ہى آواز ميں اجتماعى ذكر كرنا، اور رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم كى ولادت باسعادت كے دن كو جشن منانا اور اسے عيد ماننا اور اس طرح كے دوسرے امور.

اور اس ميں يہ بھى شامل ہے:

معين عبادات كا معين اوقات ميں التزام كرنا جن كى تعيين شريعت ميں نہ ملتى ہو، مثلا پندرہ شعبان كو نصف شعبان كا روزہ ركھنا، اور اس رات قيام كرنا " انتہى

ديكھيں: الاعتصام (1 / 37 - 38).

اور يہ لوگوں كے طريقہ ميں شامل ہے اور وراثت ميں ملا ہے، يا پھر اس كے نتيجہ ميں بعض نتائج مرتب ہوتے ہيں اس كى مشروعيت پر دلالت نہيں كرتا، بلكہ اقوال و اعمال كا معيار و ميزان تو نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كے اعمال و اقوال ہيں اس ليے جو نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كے اقوال و اعمال كے موافق ہو اسے قبول كيا جائيگا، اور جو مخالف ہوں وہ مردود ہے چاہے اس كا قائل و عامل كوئى بھى ہو.

يہاں يہ كہا جائيگا كہ:

اگر يہ كوئى خير و بھلائى ہوتى تو ہم سے اس كام ميں نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم اور ان كے صحابہ كرام سبقت لے جاتے خاص كر جبكہ اس كا مقتضى پايا جاتا تھا، كيونكہ بہت سارے صحابہ كرام اذيت و ظلم كا شكار ہوئے، ليكن اس كے باوجود كسى سے ثابت نہيں كہ كسى ايك صحابى نے ايسا كيا ہو، اور نہ ہى نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے ان كى اس طرف راہنمائى فرمائى.

اور خير و بھلائى تو صرف سلف رحمہ اللہ كى اتباع و پيروى ميں ہے، اور ہر قسم كا شر و برائى بعد ميں آنے والوں كى بدعات ميں ہے.

حاصل يہ ہوا كہ ان بدعات سے اجتناب كرنا اور دور رہنا متعين ہو جاتا ہے، اور مشروع اذكار و دعاؤں كا التزام كرنا جنہيں اللہ تعالى نے حاجات پورى كرنے اور رغبات كے حصول كا سبب بنايا ہے.

اللہ سبحانہ و تعالى كا فرمان ہے:

بے کس و لاچار کی پکار کو جب وہ پکارے تو کون قبول کر کے اس کی سختی کو دور کرتا دیتا ہے ؟ اور تمہیں زمین کا خلیفہ بنتا ہے، کیا اللہ تعالی کے ساتھ کوئی اور معبود ہے ؟ تم بہت کم نصیحت و عبرت حاصل کرتے ہو النمل (62).

اور ایك مقام پر اللہ رب العزت کا فرمان اس طرح ہے:

جب میرے بندے میرے بارے میں آپ سے دریافت کریں تو آپ کہہ دیں کہ میں بہت ہی قریب ہوں ہر پکارنے والے کی پکار کو جب کبھی وہ مجھے پکارے قبول کرتا ہوں، اس لیے لوگوں کو بھی چاہیے کہ وہ میری بات مان لیا کریں اور مجھ پر ایمان رکھیں، یہی ان کی بھلائی کا باعث ہے البقرۃ (186).

اور ترمذی و ابو داود نے بریدہ اسلمی رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایك شخص کو دعا کرتے ہوئے سنا وہ دعا میں کہہ رہا تھا:

" اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِأَنِّي أَشْهَدُ أَنَّكَ أَنْتَ اللَّهُ لا إِلَهَ إِلا أَنْتَ الأَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِي لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ "

اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور یقینا میں گواہی دیتا ہوں کہ یقینا تو ہی معبود برحق ہے تیرے علاوہ کوئی اور معبود نہیں، تو احد و صمد اکیلا و یکتا اور بے نیاز ہے جو نہ کسی سے جنا گیا ہے اور نہ ہی اس نے کسی کو جنا ہے اور اس کا کوئی ہمسر نہیں "

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس نے اللہ کے اسم اعظم کا واسطہ دے کر دعا مانگی ہے جس کے ساتھ جب دعا کی جائے تو قبول ہوتی ہے "

سنن ترمذی حدیث نمبر (3475) سنن ابو داود حدیث نمبر (1493).

ابن ماجہ اور ترمذی نے انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کیا ہے کہ:

" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے تو ایك شخص نماز کے بعد دعا کرتے ہوئے یہ کہہ رہا تھا:

" اللَّهُمَّ لا إِلَهَ إلا أَنْتَ الْمَنَّانُ بَدِيعُ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضِ ذَا الْجَلالِ وَالإِكْرَامِ "

اے اللہ تیرے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں، آسمان و زمین کے پیدا کرنے والے، یا ذالجلال و الاکرام"

تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" کیا تمہیں معلوم ہے کہ اس نے کس کے ساتھ دعا کی ہے ؟

اس نے اللہ کے اسم اعظم کے ساتھ دعا کی ہے یہ وہ اسم اعظم ہے جس کے ساتھ دعا کی جائے تو دعا قبول ہوتی ہے اور جب سوال کیا جائے تو طلب پوری ہوتی ہے "

سنن ترمذی حدیث نمبر (3544) سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (3858) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح ترمذی میں اسے صحیح کہا ہے.

واللہ اعلم .